CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

3(128)

Insan-e-Kamil

انسانِ کامل صلی اللہ علیہ وسلم

30
29

انسان-ے-کامل

سید شاہ غیاث عالم
Shah Ghyas alam

شائع کردہ
منجانب
سید شاہ غیاث عالم
منعقدہ ۱۶ر اگست ۱۹۶۳ء بمقام سپرو ہاؤس
نئی دہلی

Mohit
(PHE

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Ab - dorelo Convent Crossing

La Place — No-7
Shahajaf Road (1)

انسانِ کامل

2918
Rs. 2936

اطہر حسین صاحب آئی اے ایس

کے

انگریزی مضمون پرافٹ آف اسلام کا آزاد ترجمہ
پیش کردہ فیضؔ ردولوی

شائع کردہ

شاہ غیاث عالم

منقدہ

۱۶ر اگست سنہ ۱۹۹۳ء سپر وہاؤس نئی دہلی

بہ اہتمام ایم ابراہیم

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

انسانِ کامل محمد صلی اللہ علیہ وسلم

انسانی سماج جب نزع کے عالم میں گرفتار ہوتی ہے تو اس وقت اس کو ایک ایسے رہبر کی ضرورت پیش آتی ہے جو صاحب شمشیر و نگیں بھی ہو اور گوشہ نشیں بھی، بادشاہ کشور کشا بھی ہو اور گدا بھی مفلس قانع بھی ہو اور غنی دریا دل بھی۔ چنانچہ آج سے تیرہ سو سال پہلے تہذیب عالم پر جب جہالت و معصیت کا سایہ پڑا اور اس کے تمام روشن خد و خال اس سایہ کی بھیانک تاریکی میں چھپ گئے اور خلافت الٰہی کے وہ تمام امکانات جو انسان کی فطری قوتوں میں خدا نے ودیعت کر دی ہیں کلیتاً محو ہو چکے تو ایک ایسی ہی جامع صفات ہستی عالم وجود میں آئی جس کو ہم شہنشاہ کونین رسول خدا اور شافع امت کے لقب سے یاد کرتے ہیں اس ہستی کا ظہور خطۂ عرب میں ہوا جس کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جہاں کوئی شخص خدائے واحد کا نام لے سکتا۔ شرک و بت پرستی کے ہنگامہ میں حق کی آواز دب کر رہ جاتی تھی لوگوں نے وہ راستہ اختیار کر رکھا تھا جس میں گمراہی و ضلالت، ثقافت و بے رحمی، استبداد و عناد کے سوا کچھ نہ تھا کوئی فتنہ گری کوئی گناہ اور کوئی شر انگیزی ایسی نہ تھی جو اپنے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

شدید سے شدید درجہ تک پہونچ نہ گئی ہو۔ یہ خطہ دنیا کی تمام خباثتوں اور غیر انسانی اعمال و افعال کا گہوارہ بن چکا تھا گویا کہ ساری باطل قوتیں اس جگہ سمٹ کر آ گئی تھیں۔

ایسی سوسائٹی اور قہرسانی نظام کو جس پروگرام کے ذریعہ رسولِ خدا حضرت محمدؐ نے پلٹا اس کا نام اسلام ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ کسی پر زبردستی یا یکایک تھوپا نہیں گیا یہ ایک ایسا نسخہ تھا جس کے اجزا کو الگ کر کے ضرورت کے مطابق سماجی امراض پر صرف کیا گیا چنانچہ سب سے پہلے جو جزو استعمال کیا گیا وہ توحید تھی اس سے مدعا صرف یہ تھا کہ بتوں کی پرستش اور اعمال قبیحہ سے جو اضمحلال لوگوں کے قوارد ماغی میں پیدا ہو گیا تھا دور ہو اور اپنے خالق واحد کی اطاعت اور سہارے کے سوا جمادات و نباتات کی پرستش سے باز آئیں۔ اس کا جو اثر ہوا وہ تاریخ داں حضرات سے پوشیدہ نہیں ہے۔ وحدانیت کے ذریعہ جب مخلوق کا رشتہ اس کے خالق کے ساتھ استوار ہو گیا تو گمراہی کے تمام آتش کدے سرد ہو کر رہ گئے تمام باطل نقوش حرف غلط کی طرح مٹ گئے۔ اس توحید کے سرچشمہ سے ایسی شعاعیں پھوٹیں کہ ظلمت و ضلالت کے سارے تاریک گوشے روشن ہو گئے۔ غرض کہ اس انقلابی انسان اور ہادیٔ برحق نے اپنے پروگرام کے ذریعہ تھوڑے ہی عرصہ میں عمران و مدنیت کو تہذیب اور شائستگی سے آراستہ کر کے تاریخ عالم میں جدید ابواب کا اضافہ کیا قوم و رنگ کی تخصیص کو یکسر بدل ڈالا غلاموں کو آزاد کیا عورتوں کو ان کے منصب پر بٹھایا عدل و انصاف کی بنیاد

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مستحکم کی اور تاریخ انسانی میں سب سے پہلے لوگوں کو اخوت و بھائی چارے کے رشتہ میں منسلک کیا۔

ناطقہ سر بگریباں اور عقل انگشت بدنداں ہے کہ ایک یتیم اور بے یار و مددگار علوم ظاہری سے ناآشنا ہستی ایک عالمگیر انقلاب کی بانی کس طرح بنی اور پھر وہ انقلاب بھی کیسا کہ جس نے انسانی زندگی کے تمدنی، معاشی، روحانی اور دماغی اضمحلال کو از سر نو ایک نئی توانائی بخشی بقول حافظ

نگار ناکہ بمکتب نرفت و خط ننوشت ؛ بہ غمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

پیدائش آپ عرب کے ایک مشہور شہر مکہ میں اور قریش کے گھرانے میں جو ایک بزرگ اور ممتاز گھرانہ سمجھا جاتا تھا، ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۹ اگست ۵۷۰ء کو دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام حضرت عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ تھا۔ پیدائش کے وقت سے ۲ ماہ قبل آپ کے والد خدا کو پیارے ہوئے، آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کو پالا پوسا، ان کی وفات کے بعد آپ کے چچا ابو طالب نے آپ کی پرورش کی۔

بچپن عرب کے عام دستور کے مطابق آپ بچپن میں گلہ بانی کرتے تھے جو درحقیقت عالم کی گلہ بانی کا دیباچہ تھا۔ راستبازی، بردباری اور ایمان داری کے آثار کم سنی ہی میں ہویدا ہو گئے تھے۔

تجارت و شادی سن بلوغ کو پہونچ کر اپنے چچا ابو طالب کی طرح تجارت کے مائل ہوئے۔ تجارت کی غرض سے شام و

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بصریٰ اور یمن کے متعدد سفر آپ نے کئے۔ تمام مورخ اس حقیقت پر متفق ہیں کہ کاروبار میں ہمیشہ آپ اپنا معاملہ صاف رکھتے تھے اور نہایت دیانتداری اور راستبازی کے ساتھ تجارتی امور کو انجام دیتے تھے۔ آپ کے حسن معاملہ اور صدق و دیانت کی بنا پر لوگ عام طور سے اپنا سرمایہ آپ کی امانت میں رکھ دیا کرتے تھے۔ آپ کے کاروبار میں شریک ہو جاتے تھے۔ اور آپ کو الامین کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ ایک متمول اور معزز خاتون نے جن کا نام حضرت خدیجہؓ تھا آپ کی دیانت داری کا شہرہ سن کر آپ کو اپنے مال تجارت میں لے جانے کے لئے معمور کیا۔ شام سے واپس آنے کے تین ماہ کے بعد آپ کی راستبازی اور اخلاق سے متاثر ہو کر حضرت خدیجہؓ نے آپ کے پاس شادی کا پیغام بھیجا۔ حضرت خدیجہؓ بیوہ تھیں اس وقت ان کی عمر چالیس سال تھی اور آنحضرت کی عمر ۲۵ سال۔ پھر بھی آنحضرت نے رشتۂ زوجیت قبول فرمایا اور شادی ہو گئی۔

مراقبہ و نزول وحی

تجارتی مصروفیتوں اور دنیاوی تعلقات کے باوجود سفر و حضر میں آپ کے دل میں ہزاروں سوال پیدا ہوتے تھے۔ مثلاً بتوں کی پرستش کیا معنی رکھتی ہے، عربوں کی گری ہوئی اخلاقی حالت کا کیا سبب ہے، یہ قتل و غارت، لاقانونیت بہیمیت و جہالت کا بازار کیوں گرم ہے۔ کوہ حرا کی چٹانیں کوہ طور کی سر بفلک چوٹیاں، وسیع آسمان پر چمکتے ہوئے تارے اور برستے ہوئے بادل ان میں کسی نے بھی ان کے ان سوالوں کا جواب نہیں دیا تو آپ نے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اپنے فکر کا مرکز اپنے نفس باطنی کو قرار دیا۔ چنانچہ مکہ معظمہ سے ۳ میل کے فاصلہ پر ایک غار میں جس کو غار حرا کہتے ہیں، جاکر قیام فرماتے اور مراقبہ میں اپنے سوالوں کا جواب تلاش کرتے۔ انتہائی غور و فکر اور استغراق کے عالم میں آخر ایک دن فرشتۂ غیب نے آواز دی "پڑھ اس خدا کا نام جس نے کائنات کو پیدا کیا، جس نے آدمی کو گوشت کے لوتھڑے سے بنایا، پڑھ تیرا خدا کریم ہے، وہ جس نے انسان کو قلم کے ذریعہ علم سکھایا۔ اور وہ باتیں بتلائیں جو اس کو معلوم نہ تھیں۔

آپ نے گھر واپس آکر حضرت خدیجہ سے تمام واقعہ بیان کیا، ورقہ بن نوفل جو تورات و انجیل کے ماہر تھے اس کیفیت کو سن کر کہا کہ یہ وہی ناموس الٰہی ہے جو موسیٰ پر اترا تھا گویا یہ ان کی نبوت کی تصدیق تھی۔ پیغامات و ارشادات ربانی کا یہ سلسلہ جس کو وحی کہتے ہیں تھوڑے تھوڑے وقفہ سے جاری رہا۔ جبرئیل امین نے آپ کو بار بار اطمینان دلایا کہ یہ وہی پیغام خداوندی ہے جو موسیٰ اور عیسیٰ پر نازل کیا جا چکا ہے، اب وقت آگیا ہے کہ فرض نبوت ادا کیا جائے۔ لیکن اعلان نبوت میں جو مشکلات درپیش تھیں ان کے پیش نظر آپ نے نہایت احتیاط اور نرمی سے تبلیغ کا کام ابتدا میں اپنے خاندان کے افراد اور رشتہ داروں کے حلقہ میں شروع کیا۔ آپ کہتے تھے کہ "اے لوگو صرف ایک اللہ کی عبادت کرو، بتوں کی پرستش چھوڑ دو۔ یہ اچھی طرح جان لو کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں" کمزوروں پر ظلم مت کرو، یتیموں پر رحم کھاؤ اور بدکاریوں سے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

باز آؤ۔" اس تبلیغ کے پہلے تین برس میں آپ کے حامیوں کی تعداد صرف تیس تک پہونچی۔ مگر دھیرے دھیرے آپ اپنے پیغامات کا دائرہ وسیع تر کرتے گئے "ع حذری را تیز تر میخواں جو ذوقِ نغمہ ۔ کم یابی۔ اور ایک منزل وہ آئی کہ اس آفتاب رسالت کی شعاعیں خاندان اور قبیلہ کی حدوں کو چیر کر سارے مکہ میں ضو افشاں ہو گئیں۔

تبلیغ اسلام

شروع شروع میں قریش مکہ نے آپ کی تبلیغ و تحریک کو کوئی خاص اہمیت نہ دی آپ کی باتوں کو دیوانہ کا خواب سمجھ کر ٹالتے رہے، لیکن رضائے الٰہی کے کھلم کھلا اعلان کا وقت آگیا تھا، حکم ہوا کہ "اے محمد جو پیغام تجھ پر نازل کیا گیا ہے اس کو واشگاف کہہ دے" اور لوگوں کو خدا سے ڈرا" آنحضرت نے حکم کی تعمیل میں کوہ صفا پر چڑھ کر پکارا۔ "معشر قریش" لوگ جمع ہوئے تو فرمایا کہ "اگر میں تم سے کہوں کہ پہاڑ کے پیچھے سے ایک لشکر آئے گا تو کیا تم یقین کر لوگے"۔ سب نے کہا کہ ہاں اس لئے کہ تم ہمیشہ سچ بولتے ہو" اس پر آپ نے ارشاد کیا" تو پھر میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تم خدائے واحد پر ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر شدید عذاب نازل ہوگا۔ یہ سن کر تمام سرداران قریش، جس میں آپ کے چچا ابولہب بھی تھے۔ سخت برہم ہوئے۔ اور اٹھ کر چلے گئے، اس کے بعد آپ کا مشن باقاعدہ شروع ہوا ان چند اصحاب کے ساتھ جو ایمان لا چکے تھے حرم کعبہ میں جاکر توحید کا اعلان کیا۔ کفار مکہ کے نزدیک یہ جرم کی سب سے بڑی توہین تھی۔ دفعتاً ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ مخالفت نے سر اٹھایا، ہر طرف

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

سے لوگ آپ پر ٹوٹے پڑے۔ توحید کا کام جیسے جیسے بڑھتا گیا اہل قریش کی ایذا رسانی بھی بڑھتی گئی۔ حرم کعبہ کے راستہ میں کانٹے بچھا دیئے جاتے تھے۔ راستہ گلی میں کوڑا کرکٹ اور غلاظت آپ کے اوپر ڈال دی جاتی۔ غرض کہ طعن و تشنیع اور اذیت کوشی کا کوئی حربہ ایسا نہ تھا جو آپ کے خلاف استعمال نہ کیا گیا ہو۔ لیکن بادِ مخالف کا تیز سے تیز جھونکا بھی آپ کے پایۂ ثبات کو نہ ہلا سکا، بہت سے ہمراہی شہید ہوئے، بری طرح ان کو زدوکوب کیا گیا، جھلستی ہوئی ریت پہ گھسیٹا گیا، بڑے بڑے پتھر ان کے سینوں پر رکھ دیئے گئے۔ ان سب باتوں کے باوجود آپ کا مشن عام ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ آپ کے چچا حمزہ اور حضرت عمر جیسے اکابرین قریش آپ پر ایمان لے آئے اور حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھ کر کفارِ مکہ نے آپ کے چچا ابو طالب پر زور ڈالا کہ وہ آپ کو اپنے مشن کی تبلیغ سے روکیں، ابو طالب نے اپنی جان سے عزیز بھتیجے کی زندگی کو خطرہ میں دیکھ کر آپ سے کہا کہ وہ اس تحریک سے باز آجائیں۔ رسول خدا صلعم نے چچا کو جو جواب دیا وہ آپ کے ایمان و ایقان کی مضبوطی اور ان کے مشن کی سچائی پر دلالت کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ "اے میرے چچا اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پہ چاند اور دوسرے پر سورج رکھ دیں اور کہیں کہ میں تبلیغ سے باز آجاؤں تو خدائے واحد کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اپنے مشن سے اس وقت تک منحرف نہیں ہوں گا جب تک یہ تکمیل کو نہ پہونچ جائے، اس سلسلے میں چاہے مجھے جان سے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہاتھ کیوں نہ دھونا پڑے میں آلام و آزمائش کی سنگلاخ وادیوں سے
سینہ سپر ہو کر گذروں گا۔ مگر باطل کے سامنے سپر نہ ڈالوں گا۔" ؎

بہ وادیٔ کہ در آں خضر را عصا خفتہ است
بہ سینہ می سپرم راہ گرچہ پا خفتہ است

اس جواب سے کفار مکہ آپے سے باہر ہو گئے اور ایذا رسانی کی رفتار تیز کر دی۔ اس اثنا میں آپ کی زوجہ حضرت خدیجہ اور چچا ابو طالب اس دنیا سے اٹھ گئے جو ان کے لئے سپر کی حیثیت رکھتے تھے کفار مکہ کو آپ کی بے چارگی کا احساس ہوا، چنانچہ انھوں نے مخالفت کی مہم کو اور تیز کر دیا۔ لیکن خدائے پاک کے سچے پرستار اور حق و انصاف کے پیغامبر نے کسی طرح جبر و ظلم کے سامنے سپر نہیں ڈالی اور توحید کی تبلیغ بدستور جاری رہی حضور سرور عالم ۔ کے استقلال اور سچائی کی تمام عرب میں دھوم تھی۔ مکہ کے باہر کے لوگ بھی کافی تعداد میں ایمان لا چکے تھے۔ مدینہ والوں نے جب آپ کا نام نامی سنا تو مکہ آئے اور حضور اقدس سے ملتے ہی اسلام قبول کیا۔

ہجرت تھوڑے دنوں کے بعد اہل مکہ کے ظلم و ستم کو دیکھ کر مدینہ کے مسلمانوں نے رسول اکرم سے درخواست کی کہ آپ مدینہ تشریف لے چلیں۔ آپ نے اس دعوت کو قبول کیا اور ہجرت کی تیاری کرنے لگے۔ کفار مکہ نے آپ کو ہجرت سے روکنا چاہا۔ آپ کے گھر کا محاصرہ کیا اور آپ کے قتل کے منصوبے باندھے۔ قریش کے ان ارادوں کی آپ کو خبر ہوئی تو آپ نے کعبہ کی طرف رخ کیا اور فرمایا۔ کہ ..... تو مجھ کو سارے جہان سے عزیز ہے مگر

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

تیرے فرزندوں کو یہ گوارا نہیں کہ میں یہاں رہوں۔ ان الوداعی الفاظ کے ساتھ آپ نے مکہ کو خیرباد کہا اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے ساتھ دشمنوں کی زد سے بچتے ہوئے مکہ سے نکل کر غار ثور میں پناہ لی اور پھر وہاں سے مدینہ کی راہ لی آپ کی تشریف آوری کی خبر مدینہ پہونچ چکی تھی تمام اہل مدینہ آپ کے استقبال کے لئے چشم براہ تھا۔ آپ کو دیکھ کر تمام مدینہ تکبیر کے نعروں سے گونج اٹھا مدینہ کا ہر خاندان آپ کی میزبانی کا شرف حاصل کرنے کے لئے بے تاب تھا روزانہ لوگ جوق در جوق آتے تھے اور اسلام قبول کرتے تھے۔ مدینہ میں آپ کا پہلا کام مسجد نبوی کی تعمیر تھی۔ حضور اکرم نے اپنے دست مبارک سے مسجد نبوی کی بنیاد ڈالی اور اس کی تعمیر میں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ برابر کے شریک رہے۔ اسی مسجد کے لئے اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ "اس کی بنیاد تقویٰ (پرہیزگاری) پر رکھی گئی ہے۔ اس میں ایسے لوگ صف باندھ کر کھڑے ہوں جن کو طہارت و صفائی پسند ہے۔ بے شک خدا صاف رہنے والوں کا دوست ہے۔"

مدنی زندگی اور غزوات

جو مسلمان مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تھے وہ مہاجر کہلاتے تھے۔ مدینہ کے مسلمانوں نے مہاجر بھائیوں کے ساتھ کمال مہربانی اور شفقت کا سلوک کیا۔ ان کی آبادکاری اور آرام کے تمام وسائل فراہم کر دیے۔ اسی خدمت کے سبب یہ لوگ انصار کہلاتے ہیں (یعنی مدد کرنے والے لوگ) مدینہ میں یہودیوں کی سازش اور افترا پردازی سے اسلام کے استحکام کو سخت خطرہ لاحق تھا۔ اس

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

لئے دوسرا بڑا قدم جو حضور نے اٹھایا وہ یہ تھا کہ مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان امن و صلح کی راہ نکالی۔ اور ایک عہدنامہ کے ذریعہ دونوں فرقوں میں صلح و صفائی ہو گئی۔ اس عہدنامہ کی ایک شرط یہ تھی کہ اگر مدینہ پر کوئی بیرونی حملہ ہوا تو یہودی مسلمانوں کا ساتھ دیں گے۔ مدینہ میں اسلام کے استحکام اور ترقی کا حال سن کر قریش مکہ آگ بگولہ ہو گئے۔ شروع میں قریش چھوٹے چھوٹے چھاپہ مار دستے مدینہ کے اطراف میں بھیجتے رہے۔ ہوتے ہوتے یہ ابتدائی جھڑپیں باقاعدہ جنگ کی صورت اختیار کر گئیں۔ قریش بڑے ساز و سامان سے ۱۲ رمضان المبارک ۲ھ کو مدینہ کے نواح میں بدر کے مقام پر صف آرا ہوئے۔ قریش کی فوج میں ایک ہزار سے زیادہ مسلح آدمی تھے۔ مسلمان مجاہدین کی تعداد صرف تین سو تھی۔

آں حضرت نے لات و ہبل کے پرستاروں کا اتنا بڑا لشکر دیکھ کر فرمایا "اے خدا تو نے مجھ سے جو وعدہ لیا تھا وہ آج پورا کر اگر تیری وحدانیت پر ایمان لانے والے یہ چند نفوس کو کفار مکہ کی کثرت اور غلبہ نے مٹا دیا تو پھر قیامت تک کوئی تیرا نام نہ لے گا۔ اس دعا کے ساتھ ۳۱۳ سو فدایان اسلام اپنی جانوں کو ہتھیلیوں پر رکھ کر اور سر سے کفن باندھ کر میدان جنگ میں کود پڑے۔ نشۂ توحید سے سرشار یہ مجاہد شیرانِ غاب کی طرح دشمنوں کی صفوں کو چیرتے چلے جاتے تھے ان کی تلواروں کی ضرب ایسی شدید ہوتی تھی کہ ایک وار میں دشمنوں کے پرے کے پرے صاف ہو جاتے تھے۔ مجاہدین اسلام کے بڑھتے ہوئے حوصلوں کی تاب نہ لا کر قریش پیچھے ہٹنے لگے۔ یہاں تک کہ ان میں بھگدڑ مچ گئی۔ اور مسلمانوں کو فتح و نصرت کی بشارت ملی۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

جنگ کے خاتمہ پر پتہ چلا کہ مسلمانوں کے تین سو آدمیوں میں سے صرف ۱۴ آدمی شہید ہوئے۔ اس کے برخلاف قریشی کے ستر کے آدمی مارے گئے اور قید ہوئے۔ یہ پہلا محاربہ تھا جس میں مسلم اقلیت کو کفار قریش کی کثیر جمعیت پر غلبہ حاصل ہوا۔ تاریخ میں یہ محاربہ جنگ بدر کے نام سے مشہور ہے۔

جنگ بدر کے اسیروں کے ساتھ سلوک اسیران جنگ جب حضور کے سامنے پیش کئے گئے تو اس زمانے کے عام دستور کے مطابق نہ تو ان کو قید و بند کی سزائیں دی گئیں اور نہ کسی قسم کی اذیتیں، بلکہ کفار قریش کے کران سب کو آزاد کر دیا گیا عفو و کرم اور عدم انتظام کی ایسی نادر مثال تھی کہ دشمنانِ اسلام کی کثیر تعداد اسلام کا کلمہ پڑھنے لگی۔ ع

پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانہ سے

جنگِ احد جنگ بدر کی شکست نے کفار مکہ کے آتش انتقام کو اور تیز کر دیا۔ چنانچہ خفیہ طور پر مکے والے جنگ کی تیاری کرتے رہے اور ایک دن یکبارگی مدینہ پر حملہ کیا۔ کوہِ احد کے پاس لڑائی ہوئی شروع میں مسلمانوں نے دشمنوں کو بری طرح پسپا کیا، مگر دشمنوں نے یہ چال چلی کہ شہادت کی جھوٹی خبر مشہور کر دی۔ یہ خبر ایسی تھی کہ اس کے سننے کے بعد مسلمانوں کے ہوش و حواس یکجا نہ رہے وقتاً اسلامی صفوں میں انتشار اور بے چینی پھیل گئی، اس گڑبڑ سے فائدہ اٹھا کر لشکر اسلام پر دشمنوں نے منظم حملہ کیا نتیجہ کے طور پر مسلمانوں کو میدان چھوڑ دینا پڑا۔ اس جنگ میں اکثر خواتین

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اسلام نے بھی شرکت کی جن میں حضرت عائشہ اور ام سلیم کا خاص طور سے ذکر کیا گیا ہے۔ یہ دونوں میدان کارزار میں اپنی جانوں کو انتہائی خطرہ میں ڈال کر مشکیں بھر بھر کر لاتی تھیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔

جنگ خندق مسلمانوں نے اپنی بکھری ہوئی قوتوں کو پھر سے منظم کرنا شروع کر دیا۔ مسلمانوں کی قریش مکہ نے پھر صف آرائی شروع کی اور مدینہ کا محاصرہ کر لیا۔ مسلمانوں نے مقابلہ کے لئے قدم بڑھائے اور ایک خاص جگہ پر اپنے لشکر کو جمع کیا اور اس کے چاروں طرف خندقیں کھودیں۔ ان خندقوں کے گرد جو معرکہ ہوا اس کو جنگ خندق کہتے ہیں۔ اس میں مسلمانوں نے دشمن کے چھکے چھڑا دیے، جب دشمنوں نے دیکھا کہ وہ کسی صورت میں بھی خندقوں کو پار کر کے شہر میں داخل نہیں ہو سکے تو محاصرہ اٹھا لیا اور بے نیل و مرام واپس گئے۔

یہودیوں کا فتنہ ابھی ان نبرد آزمائیوں سے فرصت نہ ملی تھی کہ مدینہ کے یہودیوں نے سر اٹھایا۔ یہ صلح کے عہد نامہ کی خلاف ورزی تھی، وجہ یہ تھی کہ مدینہ میں اسلام کی ترقی اور استحکام سے یہودیوں کے جابرانہ اقتدار کمزور پڑتا جا رہا تھا۔ اب مسلمان عام طور پر یہودیوں کے قرض اور سود کے شکنجوں سے آزاد ہوتے جاتے تھے۔ مسلمانوں کی زمینوں پر سالہا سال سے سود کے عوض یہودیوں نے ناجائز قبضہ کر لیا تھا۔ یہودیوں کی منظم سازش جس کا مقصد مسلمانوں کا استیصال تھا۔ آخر جنگ کی صورت اختیار کر گئی اور خیبر کے مقام پر یہودیوں اور مسلمانوں میں سخت معرکہ ہوا۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یہودیوں کو شکست فاش ہوئی۔

صلح حدیبیہ اور فتح مکہ

پھر بھی بیرونی خطرہ ابھی ٹلا نہیں تھا کفار مکہ از سر نو جنگ کی دھمکیاں دے رہے تھے۔ مدینہ سے جو مسلمان حرم کعبہ کی زیارت کے لئے جاتے تھے ان کو قریش اسیر کر لیتے تھے۔ آئے دن کی ان آویزشوں اور جھگڑوں کو ختم کر کے امن قائم کرنے کے لئے ضروری تھا کہ صلح و آشتی کا کوئی معاہدہ قریش مکہ سے کیا جائے۔ چنانچہ رسول خدا نے بڑے غور و فکر کے بعد حدیبیہ کے مقام پر (مکہ سے ایک منزل پر ایک گاؤں) قریش کے نمایندوں سے صلح کی بات چیت کی اور ایک معاہدہ تیار کیا گیا جس کی شرطیں بظاہر قریش مکہ کے حق میں تھیں۔ اکثر اصحاب نے اس کو ناپسند فرمایا مگر رسول خدا نے بہ حکم ربی اس کو مسلمانوں کی فتح سے تعبیر کیا۔ اس معاہدہ کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ حج کعبہ میں مسلمانوں کے لئے جو رکاوٹیں تھیں دور ہو گئیں اور فتح مکہ کے لئے زمین ہموار ہو گئی۔ کچھ عرصہ کے بعد صلح حدیبیہ کی شرائط کے خلاف کفار قریش مدینہ سے مکہ جانے والے مسلمانوں کو پھر تنگ کرنا شروع کیا اور حج کعبہ سے روکا جس کا لازمی نتیجہ جنگ کی صورت میں سامنے آیا۔ رسول اللہ ایک جرار لشکر لے کر مکہ کی طرف بڑھے اور بغیر خوں ریزی کے مکہ فتح ہوا۔ اس فتح کی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ نہ کسی کو اسیر کیا گیا اور نہ کسی کی بے حرمتی کی گئی اور نہ اس کی جائداد پر قبضہ کیا گیا۔ تمام وہ مظالم جنھیں قریشیوں نے پیغمبر اسلام اور ان کے پیروؤں پر

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

توڑے تھے۔ فراموش کر دیئے گئے اور بجز چند اشخاص کے کسی سے باز پرس نہ کی گئی۔ یہ اعلان کر دیا گیا کہ ہر شخص آزاد ہے اور ہر ایک کو امن و امان ہے۔ فتح مکہ کے بعد اسلام کا دائرہ وسیع ہوتا گیا۔ رفتہ رفتہ تمام قبائل نے خود پیش قدمی کر کے اسلام کی اطاعت قبول کی۔ دراصل صلح حدیبیہ کے بعد ہی اسلام کا پیغام رسول خدا نے قیصر روم شہنشاہ عجم اور عزیز مصر جیسے با اقتدار بادشاہوں کو ارسال کرنا شروع کر دیا تھا جو لوگ یہ دعوت حق لے کر جاتے تھے وہ اپنے اخلاق اور اعمال سے لوگوں کے دلوں میں اسلام کی سچائی کا سکہ بٹھا دیتے تھے۔ فتح مکہ کے بعد دعوت اسلام اور بھی زیادہ عام ہو گئی اور نئے انقلاب کی بنیادیں مضبوط ہونے لگیں۔ لوگوں نے فسق و فجور، بدکاری اور بداعمالی کے راستہ کو چھوڑ کر شارع اسلام کے بتائے ہوئے راستہ کو اپنایا۔ جنگ و جدل اور خوں ریزی کا دروازہ بند ہوا اور امن و آشتی کا دروازہ کھلا۔ تاریخ میں پہلی مرتبہ خطۂ عرب میں انسانیت کو شرف کا مقام حاصل ہوا ورنہ اسلام سے پہلے جہالت اور ضلالت کے سوا کچھ نہ تھا۔ اس انقلاب عظیم کی کامیابی کا راز یہ تھا کہ ہادیٔ رہبر رسول خدا نے جو تعلیم لوگوں کو دی اس پر خود عمل کر کے دکھلایا۔ اپنی زندگی کو تعلیمات اسلامی کا مکمل نمونہ بنا کر پیش کیا۔

پیغمبر اسلام کی عادت و خصائل

رسول پاک کی پوری زندگی از اول تا آخر انسانیت، مساوات

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

نیکی سچائی اور سادگی کی آئینہ دار تھی۔ آپ نے تمام عالم کو اخلاق انسانیت اور سچائی کا سبق سکھایا۔ آپ نے فرمایا ہے بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔ یعنی مجھے اچھی عادتوں کے پورا کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔

سادگی

رسول پاک ہمیشہ سادہ اور صاف کپڑے پہنتے تھے ریشم آپ نے اپنے اور اپنی امت کے لئے حرام کر دیا۔ حضورؐ کے لباس میں بھڑک اور نمائش نہیں ہوتی تھی اکثر کپڑوں میں پیوند لگے ہوتے تھے عام طور سے لباس کرتہ، تہمد اور پگڑی اور چادر پر مشتمل ہوتا تھا۔ ہمیشہ موٹے بستر پر آرام فرماتے تھے ایک رات حضرت عائشہ نے بستر کی چار تہیں کر دیں تھیں تاکہ زیادہ آرام ملے۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا اس کو پہلے ہی جیسا کر دو رات کو بستر نے مجھ کو نماز سے روکا۔ اسی طرح ایک بار کچھ صحابیوں نے جسم مبارک پر چٹائی کے نشان دیکھ کر آپ کو نرم بستر کی پیش کش کی۔ آپ نے فرمایا "میری مثال اس مسافر کی سی ہے جو چار گھڑی کے لئے کسی سایہ دار درخت کے نیچے لیٹ جائے اور پھر اپنی راہ لے۔ اس لئے مجھے اس عارضی زندگی میں نرم بستر نہ چاہیئے۔ حضور انور اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے۔ کپڑے خود سی لیتے اور جوتیاں دست مبارک سے گانٹھ لیتے جیسا کہ بتلایا جا چکا ہے کہ مسجد نبوی کی تعمیر میں بھی آپ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

برابر کام کرتے رہے۔ کھانا ہمیشہ سادہ کھاتے تھے۔ روزانہ کی غذا جَو کی روٹی تھی، وہ بھی کبھی پیٹ بھر کر نہ کھاتے تھے۔ اس لئے کہ جو کھانا موجود ہوتا پہلے بھوکوں کو کھلا دیتے۔ اپنے رشتہ داروں کو بھی سادہ زندگی بسر کرنے کی ہدایت کرتے۔

حضرت فاطمہ زہرا جو آپ کی بہت ہی چہیتی صاحبزادی تھیں، اپنا سارا کام خود کرتیں، چکی پیسنے سے ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے تھے۔

ایک بار حضرت فاطمہ زہرا نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خادمہ کے لئے فرمائش کی تو آپ نے اس کے جواب میں کچھ دعاؤں کی تعلیم دی اور فرمایا کہ یہ دعائیں تمہارے لئے خادمہ سے زیادہ بہتر ہیں۔

چھوٹوں کے ساتھ سلوک

رسول پاک اپنے نوکروں کے لئے سب سے اچھے آقا تھے۔ بچوں کے لئے سراپا محبت باپ تھے۔ بیویوں کے لئے بہترین ہمدم اسی طرح تمام رشتہ داروں کے لئے نہایت ہی مشفق بزرگ تھے۔ حضرت انس آپ کے خادم تھے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اکرم کی دس برس خدمت کی اس تمام مدت میں ایک مرتبہ بھی مجھ پر غصہ نہ ہوئے اور نہ یہ کہا کہ یہ کام کیوں نہیں کیا" حضور دل شکنی کو بہت ناپسند فرماتے تھے۔ کبھی اپنی زبان مبارک سے ایسی بات نہ کہتے۔ جس سے دوسرے کو تکلیف پہونچے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

نہ کسی پر لعنت کرتے نہ کسی کے لئے بد دعا کرتے اور نہ برا بھلا کہتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ کا بیان ہے کہ حضور اکرم کی طبیعت میں کسی قسم کی سختی و بدمزاجی نہیں تھی آپ کو کبھی کسی کو ڈانٹتے ہوئے نہیں دیکھا گیا اور نہ برائی کے بدلہ میں برائی کرتے خداوند کریم نے آپ کی ذات میں عفو و درگذر کا مادہ بدرجہ اتم ودیعت کیا تھا۔

عفو و درگذر یہی وجہ ہے کہ آپ سراپا صبر و تحمل تھے سخت سے سخت مشکلوں اور کفار مکہ کی انتہائی بدتمیزیوں پر بھی آپ کبھی جذبات سے مغلوب نہیں ہوئے۔ برائی کا بدلہ ہمیشہ بھلائی سے دیتے تھے اور خدا سے دعا کرتے کہ اس کو نیکی عطا فرما۔

سخاوت و استغنا حضور سرور کائنات حد درجہ سخی تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ اگر کوہ احد کے برابر بھی سونا ہو تو میں تین دن میں غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کر دوں۔ کسی کے ساتھ سلوک کرے تو اس طرح کہ خود کو بھی محسوس نہ ہو کسی کو کچھ دینا ہوتا۔ اسی سے اس کی چیز خریدتے دام دینے کے بعد وہ چیز بھی اسے تحفہ کے طور پر دے دیتے۔ ایک بار آپ کے پاس اتنی بکریاں تھیں کہ تمام میدان بکریوں سے بھرا تھا' ایک دیہاتی نے سوال کیا ساری بکریاں اسے دے دیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب مرض الموت میں گرفتار تھے تو آپ کے پاس کہیں سے کچھ روپیہ آئے۔ اپنے سارے روپیہ ضرورتمندوں میں تقسیم کر دیئے اتفاق سے کچھ روپیہ بچ گئے تھے جب تک وہ بھی بانٹ نہیں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

انصاف پسندی رسول پاک بچپن سے عدل و انصاف کے لئے مکہ میں مشہور تھے ایک مرتبہ مکہ والوں نے کعبہ کو پھر سے بنایا۔ جب تعمیر مکمل ہو چکی تو حجر اسود کو اٹھانے کے لئے مختلف قبیلوں کے سرداروں میں جھگڑا ہو گیا۔ (کیوں کہ حجر اسود بڑا تاریخی اور متبرک پتھر ہے) جب یہ مقدمہ رسول خدا کے سامنے پیش ہوا تو آپ نے ایک چادر منگوائی اور حجر اسود کو اس پر رکھ کر کہا اب تم سب چادر کا ایک ایک کونہ پکڑ لو۔ اس طرح سے حجر اسود کو اس کی جگہ پر نصب کر دو۔ آپ انصاف کے معاملہ میں کبھی کسی کی رعائت نہیں کرتے تھے۔ چاہے وہ کیسا ہی عزیز ہی کیوں نہ ہو۔ فرماتے تھے کہ عدل و انصاف کے معاملہ میں کسی کی طرفداری نہ کرو خداوند تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ یہ ہیں مختصر حالات زندگی اس رسول اللہ کے جس نے دین ابراہیمی کو از سر نو تازہ کر کے آتش کدۂ نمرود کو گلزار بنا دیا۔

وصال آخر وہ وقت آگیا جب ان کے مولا نے ان کو اپنی طرف واپس بلایا۔ آخری حج کے موقعہ پر بس میں ایک لاکھ چوبیس ہزار مسلمان شریک تھے، آپ نے لوگوں کو دین اسلام کا تکمیل کا مژدہ سنایا اور معمولی علالت کے بعد ترسٹھ سال کی عمر میں اپنے مولا سے جا ملے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

فرمودات رسولؐ

علم ۔ علم مومن کا دوست ہے، عقل اس کی دلیل راہ اور عمل اس کی قیمت ہے۔

۲۔ علم کو حاصل کرو اگرچہ چین میں ہو۔

۳۔ شیطان پر ایک فقیہہ ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔

۴۔ علم اسلام کی زندگی ہے اور دین کا ستون۔

سعی و عمل ۱۔ جو عمل میں پیچھے رہا اس کو نسب کارآمد نہیں ہو سکتا۔

۲۔ بلند ہمتی اور جہد ایمان کا حصہ ہے۔

رحم و شفقت و حسن سلوک بہترین وہ گھر ہیں جن میں یتیم کے ساتھ حسن سلوک برتا جا رہا ہے، اور بدترین وہ گھر ہے جس میں یتیم کے ساتھ بدسلوکی

۲۔ رحم کرنے والوں پر خدا کا رحم ہوتا ہے۔ تم اہل زمین رحم کرو خدا تم پر رحم کرنے والا ہے۔

دفع ایذا ۱۔ مسلمان وہی ہے جس کی زبان سے اور جس کے ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

۲۔ وہ مومن نہیں جس کے خطرات سے اس کے پڑوسی محفوظ نہ ہوں۔

ظلم

۱۔ ظلم قیامت میں تاریکی ہی تاریکی ہے۔

۲۔ مظلوم کی فریاد سے بچو! اس لئے کہ وہ خدا سے اپنا حق مانگتا ہے اور خدا کسی صاحب حق کے حق کو نہیں روکتا۔

۳۔ ظالم اپنے ظلم سے صرف اپنی ہی ذات کو نقصان پہونچاتا ہے۔

۴۔ جو شخص جان بوجھ کر ظالم کے ظلم کی اعانت کرے وہ مسلمان نہیں۔

مساوات

کوئی اس وقت تک مومن کہلانے کے لائق نہیں جب تک اس میں یہ جذبہ پیدا نہ ہو جائے کہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

۲۔ مخلوق خدا کا کنبہ ہے۔ اس لئے خدا کے لئے محبوب ترین وہ شخص ہے جو خدا کے کنبہ کے ساتھ اخوت سے پیش آئے۔

اعلان حق

۱۔ حق بات کہو اگرچہ تلخ و ناگوار گذرے

۲۔ افضل ترین جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کا ظاہر کرنا ہے۔

احتیاط

۱۔ جس بات سے ضمیر میں کھٹک پیدا ہو اس سے بچو۔

۲۔ سکونت مکان کے قبل پڑوسی کو دیکھ لو۔

۳۔ دوست کی دوستی اور دشمن کی دشمنی میں حد سے نہ بڑھو۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

چند اسلامی تصوّرات پر ایک نظر

خدا کی یکتائی (جس کو اصطلاح میں توحید کہتے ہیں) کا یقین کامل اسلام کا رکن اول ہے اور باقی ارکان اس کے تحت ہیں ابتدائے آفرینش سے جتنے بھی مذاہب دنیا میں آئے ان سب نے ایک قادر مطلق کا تصور پیش کیا لیکن اس قادر مطلق کی ہستی اور وجود اس کے مظاہر اور صفات اور اس کی عبادت و پرستش کے نظریات میں ہمیشہ اختلاف رہا۔ اور ایک عرصہ دراز تک یہ مسئلہ فلسفیانہ موشگافیوں اور عقلی دلائل و براہین میں الجھا رہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس روئے زمین پر بسنے والے انسانوں کی آبادی مختلف خداؤں میں تقسیم ہو گئی ہر قوم اپنے خدا کو دوسری قوم کے خدا سے برتر سمجھنے لگی۔ اس طرح اخوت انسانی کے رشتے ٹوٹ گئے۔ اسلام نے پہلی مرتبہ کلیتاً اس صورت حال کو بدلا، اور بڑی بلند آہنگی سے اعلان کیا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ یعنی اللہ نے، واحد ہے اس کے سوا کوئی واحد نہیں اس کا وجود تمام۔ مادی اور زوال آمادہ اجزا سے منزّہ و پاک ہے، ذات اور صفات دونوں میں یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں نہ اس نے کسی کو جنم دیا ہے اور نہ کسی نے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اس کو، اس کی ہستی لافانی ہے وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی اس کے صفات اور اس کے لاتعداد قوتیں ناقابل تقسیم اور غیر مشترک ہیں۔ اس کی حاکمیت اٹل ہے۔ قرآن نے بار بار جس بات پر زور دیا ہے وہ یہ کہ خدا محض ایک خیالی تصور کا نام نہیں ہے بلکہ وہ موجود بالذات بھی ہے اور حاضر و ناظر بھی۔ جہاں تک کہ اگر ہم غور کریں تو ہم اس عالم گیر ہستی کو اپنی رگ گلو سے قریب پائیں گے۔ انسان کو خاص طور قوانین فطرت اور رموز کائنات پر غور و فکر کرنے کی ہدایت کی ہے اور خدا تک پہونچنے یا اس کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ تفکر و تدبر کو بتلاتا ہے اگر ہم اپنے ادراک سے کام لیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ خدا علیم بھی ہے اور سمیع و بصیر بھی... قہار بھی ہے اور غفار بھی، رحیم و کریم بھی اور عذاب نازل کرنے والا بھی چاند کا جمال، سورج کا جلال۔ کواکب کی گردش۔ یہ سب عطیات ہیں اسی ذات الٰہی کے۔ عالم کی رنگا رنگی، اس کے صبح و شام اس کی قدرت کاملہ کا کرشمہ ہیں۔

قرآن نے جو سب سے اہم نظریہ خدا کے متعلق پیش کیا ہے وہ اس کی ربوبیت کی صفت ہے، یعنی وہ پالن ہار ہے تمام عالم کا (دیکھئے سورۂ الحمد) رب العالمین کہہ کر ساری نوع انسانی کو وہ خواہ کسی خطے میں کیوں نہ آباد ہو، ایک حاکم اور ایک مالک کی پناہ میں دے دیا۔ یہ انقلابی تصور کہ خدا کسی ایک قوم یا ایک خاص گروہ کا خدا نہیں ہے بلکہ سارے عالم کا خدا ہے رنگ و نسل اور جغرافیائی حدود کے امتیازات کو جو نسلی انسانی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

میں فتنہ و فساد کا باعث ہیں، یکسر ختم کر دیتا ہے۔ کوئی بڑا ہو یا چھوٹا، گورا ہو یا کالا، آقا ہو یا غلام اس کے انعام و اکرام اور اس کے رحم و کرم کے مساوی طور پر حقدار ہیں۔ اس کی بخشش کے دروازے سب کے لئے یکساں طور پر کھلے ہیں۔ اس کے حضور میں سب کی رسائی ہے۔

خدا کی وحدانیت اس کے صفات اور اس کی قدرت کاملہ کا یقین ہمارے ذہن کو قانون قدرت اور تخلیق کائنات کے مقصد کی طرف لے جاتا ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ کائنات خود بخود یا اتفاقی طور پر عالم وجود میں نہیں آئی۔ قرآن نے تشریح کے ساتھ بتلایا ہے کہ یہ کائنات خدا نے اپنی حکمت سے سوچ سمجھ کر بنایا ہے اور اس کے نظام کو ایک عالمگیر قانون کا تابع کیا ہے۔ اس نظام کے تمام کل پرزوں میں ایک ہم آہنگی اور ربط ہے۔ اس کے تمام عناصر کے درمیان ایک بے مثال توازن ہے۔ ہر عنصر کی ایک حد مقرر ہے جس کے اندر رہ کر وہ اپنا عمل کرتا رہتا ہے۔ اس کائنات کے ایک ایک ذرہ کی ساخت میں ایسے زبردست عناصر پنہاں ہیں کہ اگر وہ اپنی متعین حدوں سے نکل کر ایک دوسرے سے ٹکرا جائیں تو نظام عالم زیر و زبر ہو جائے۔ قرآن کہتا ہے کہ غور کرو ان بڑے بڑے سیاروں کی گردش پر (جن کی صحیح جسامت کا ہم ابھی تک پورا ادراک نہیں کر سکے ہیں) یہ سب خدا کے قانون میں اس طرح بندھے ہوئے ہیں کہ اپنے مقررہ محوروں سے باہر نہیں نکل سکتے۔ اگر یہ یوں ہی چھوڑ کر جائیں اور ایک بالادست ہستی کی گرفت سے آزاد ہو جائیں تو اس کائنات کا توازن بگڑ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

جائے۔ اور دنیا کا سارا ڈھانچہ پاش پاش ہو جائے۔ سورۂ یونس میں اور پھر سورۂ یٰسین میں خدا کی قدرت اس کی حکمت اور اس کے قانون کی گہرائی کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ "ہم نے سورج اور چاند کے بڑھنے اور گھٹنے کی منزلیں متعین کی ہیں۔ سورج کے لئے ممکن نہیں کہ چاند کو پالے اور نہ رات دن سے آگے بڑھ سکتی ہے۔ ہم نے اس طرح لوگوں کو برسوں اور تاریخوں کا حساب بتلایا۔" قرآن کے تکرار کے ساتھ ذہن انسانی کو اس نظام عالم اور قانون قدرت کو اپنے ادراک سے سمجھنے کی تاکید کی ہے۔ قرون وحشت و جہالت میں انسان اس کے ادراک سے قاصر تھا۔ مگر آج کی دنیا میں انسانی تجربات و مشاہدات قرآن کے تصور کائنات و قانون الٰہی کے نظریہ کی صداقت کو ہم پر منکشف کرتے جاتے ہیں اور توہمات کے پردے ایک ایک کر کے اٹھتے جاتے ہیں۔

اور پھر اس کائنات میں جو اصول کارفرما ہیں اس کو سمجھانے کے لئے قرآن نے منطقی دلائل و براہین سے گریز کر کے صرف اللہ تعالیٰ کی بینّ نشانیوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ سیاروں کی گردش۔ دن اور رات کا تغیر طائروں کی پرواز۔ دریاؤں کا بہاؤ، پہاڑوں کی عظمت، حیوان ناطق کی بولیاں۔ مناظر فطرت کی رنگا رنگ بوقلمونی یہ سب نشانیاں ہیں جن کے ادراک سے انسان خدا اور اس کی قدرت کاملہ کا عرفان حاصل کر سکتا ہے۔ خدا کے عرفان کے لئے قرآن نے نفس انسانی یعنی اس کی جبلت و فطرت کو مخاطب کیا ہے۔ اس لئے کہ خدا نے اپنی ذات کا یقین

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

انسان کی فطرت میں ڈال دیا ہے۔ پھر انسان خدا کے وجود یت سے کیسے انکار کر سکتا ہے اگر وہ انکار کرتا ہے تو گویا اپنی فطرت سے انکار کرتا ہے۔ پیغمبر اسلام کا یہ فرمان کہ جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے خدا کو، خدا تک پہونچنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کا کتنا سیدھا اور آسان طریقہ ہے۔ اس کی تلاش دور از کار افکار اور کبھی نہ ختم ہونے والی کتابوں کے ذریعہ کرنا ایک فعل عبث ہے، بقول اکبر ؎

فلسفی کو بحث کے اندر خدا ملتا نہیں
ڈور کو سلجھا رہا ہے اور سرا ملتا نہیں

حالاں کہ اس عرفان الٰہی کی ڈور کا سرا خود اس کے ہاتھ میں ہے خود اپنی بے خبری اور کم نظری سے ہمیں دکھائی نہیں دیتا۔

قرآن نے کائنات میں حیات انسانی کے مقصد پر بھی کافی روشنی ڈالی ہے۔ قرآنی آیات میں انسان کو اس کائنات کا اہم ترین جزو بتایا گیا ہے۔ اس کی زندگی اور موت اور سارے مسائل اسی کائنات اور مسائل کے ساتھ وابستہ ہیں۔ پھر خدا جس طرح کائنات کا مالک ہے انسان کا بھی حاکم و آقا ہے۔ اس لئے انسان پر لازم آتا ہے کہ خدا بطور کی اطاعت کرے۔ قرآن نے کائنات کے ساتھ انسان کے رشتے کو بتلایا ہے اور اس میں اس کے درجہ و مرتبہ کو ان الفاظ میں واضح کیا ہے کہ ھو الذی جعلکم خلائف فی الارض ورفع بعضکم فوق بعض۔ یعنی خدا نے انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ اور نائب بنایا ہے اور ان میں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

سے بعض کے درجے بعض سے بلند کئے ہیں، لیکن شرط یہ لگا دی کہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ کہ وہ خدا کی بندگی کریں اور اللہ کی بندگی اللہ کے قانون کی اطاعت ہی کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔ اور اللہ کا قانون کس طرح اور کہاں سے آئے گا، اس کے بارے میں بھی ارشاد فرمایا۔ "اے آدم و حوا تم سب زمین پر جاؤ، تمھارے پاس میری جانب سے ہدایت آئے گی جو لوگ اس ہدایت کی پیروی کریں گے ان کو کوئی غم لاحق نہ ہوگا (بقرہ) پھر دوسری جگہ ارشاد ہوا ہے کہ اے آدم آدم اگر تمھارے پاس خود تم میں سے رسول آئیں جو میرے احکام تم سے بیان کریں تو تم میں سے جو ان کو اختیار کریں ان کو کوئی خوف لاحق نہ ہوگا (اعراف) ان آیات سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ خدا کی جانب سے انسان کی رہنمائی کے لئے ہدایت لانے والے کچھ منتخب لوگ ہوں گے جنھیں قرآن کی اصطلاح میں نبی اور رسول کہا جاتا ہے اور پھر یہ ہدایت کسی ایک قوم یا ملک کے لئے مخصوص نہ ہوگی، جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے کہ وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر یعنی کوئی بھی قوم ایسی نہیں ہے جس میں اللہ کی طرف سے ہوشیار کرنے والا نہ آیا ہو۔ دین اسلام دراصل انھیں ہدایتوں کا نچوڑ ہے جو آدم، نوح اور داؤد، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کی معرفت وقتاً فوقتاً بھیجا گیا۔ محمدؐ رسولوں کے سلسلے کی آخری کڑی ہیں اور قرآن اس قانون الٰہی کی جو ابتدائے آفرینش سے انسان کی رہنمائی کے لئے بھیجا جا رہا تھا، ایک مرتب اور مکمل دستاویز ہے۔ ایسی ہدایت کو اس اس قانون الٰہی کو بروئے کار لانے کے لئے انسان کو

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

خدا نے علم و دانش سے سرفراز کیا اور اپنا نائب بنایا اس طرح تمام مخلوقات میں اس کو فوقیت بخشی اور ساری کائنات کو اس کے تابع کر دیا کہ وہ ذرہ سے لے کر آسمان تک کی تسخیر کر کے اور ان کے فائدوں کو عام کرے۔ ساتھ ہی خلافت و نیابت الٰہی کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے یہ بھی بتا دیا کہ انسان اپنے اعمال آخرت میں ہی تمام سعی و کاوش کا مقصود رضائے الٰہی کو سمجھے۔ اور عذاب سے ڈرے شخصی اور قومی اغراض کی بندگی اور ہوا و ہوس کی غلامی سے یکسر آزاد ہو۔ اس کی سیرت ایسی ہو کہ جب ملک کی دولت اس کے قبضہ میں آئے تو اس دولت کو "امانت" کے سوا کچھ نہ سمجھے طاقت کے نشہ میں بدمست نہ ہو۔ اس کا عدل اور اس کا انصاف ایسا ہو کہ لوگ اس کی حفاظت میں اپنی جان و مال اور عزت و آبرو کی طرف سے بے خوف ہو جائیں۔ جب یہ نائب خدا فاتح کی حیثیت سے کسی خطہ میں داخل ہو تو لوگوں کو اس کے لشکر سے قتل و غارت، لوٹ مار، بدکاری اور شہوت رانی کا کوئی اندیشہ نہ ہو۔ خلافت الٰہی کا یہ نظریہ اجتماعی زندگی میں خود مختاریت انانیت اور استبداد کو یکسر ختم کر دیتا ہے اور ایک بالکل نئے اخلاقی اقدار پر سوسائٹی کی عمارت تیار ہوتی ہے۔ جس کا نمونہ رسول خدا اور خلفائے راشدین کے زمانہ کی سوسائٹی تھی، جس کی اساس کلمہ حق، اشھد ان لا الٰہ الا اللہ پر رکھی گئی تھی جو اس بات کا اعلان تھا کہ ہم انسانوں کا کوئی بادشاہ نہیں سوائے خدا کے۔ ایک اللہ کے سوا ہم سب سے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

منحرف ہیں ایسی ہی طرز کی سوسائٹی نے تاریخ کے اسلامی دور میں نسل پرستوں کی نسلی برتری قوم پرستوں کی قومیت، جابر حکمرانوں کی حکومت، صنم پرستوں کی آزریت اور لات وہبل کی خواہشات کا تختہ الٹ دیا تھا۔ اور انسانوں کو بلا تفریق رنگ و نسل اخوت و محبت کے رشتہ میں منسلک کر دیا تھا۔ اس طرح خدا کے قانون کی اس ہدایت کو کہ خدا نے ساری دنیا کے لوگوں کو ایک ہی مادہ سے پیدا کیا اور سب آدم کی اولاد ہیں کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی گورے کو کسی حبشی پر دین و تقویٰ کے علاوہ کوئی فضیلت نہیں ہے، پورا کر کے دکھا دیا۔

قرآن میں تقدیر کے مسئلہ پر بھی کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔ لیکن اس تصور کو اس معنی میں کہ جس سے ہماری قوت عمل، اور حرکت، کمزور پڑ جائے نہیں پیش کیا گیا ہے بلکہ یوں کہا گیا ہے کہ خدا کا علم محیط ہے تمام انسانی افعال پر وہ جانتا ہے کہ کون سا فعل کس اجر کا مستحق ہے۔ اگر ہم کو اپنے کسی عمل کے نتیجے پر سختی اٹھانا پڑتی ہے۔ تو قرآن کے تصور تقدیر کے مطابق اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ سختی پہلے ہی سے خدا نے اس کے لئے لکھ دی تھی بلکہ یہ سختی اس کی کوتاہی عمل کا نتیجہ ہے جس کی اصلاح وہ کر سکتا ہے۔ اگر مسلمانوں کی ایک جماعت سیاسیات و معاشیات سے نابلد ہو، ریاضی سے ناواقف ہو، جغرافیہ و تاریخ سے بے خبر ہو۔ اور اپنی ناواقفیت کی یہ دلیل پیش کرے کہ خدا نے ہمارے مقدر ہی میں لکھا تھا کہ ہم جاہل رہیں تو یہ سراسر تعلیمات قرآنی کے خلاف ہے۔ چوں کہ یہ مسئلہ انسانی افعال و اعمال میں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اضمحلال پیدا کرتا ہے اسی لئے رسول خدا نے اس مسئلہ پر سوچنے سے سختی سے منع کیا ہے۔ قرآن تو صرف عمل پیہم و جہد مسلسل کی تعلیم دیتا ہے۔ ہاں یہ البتہ کہتا ہے کہ نتیجہ خدا کے ہاتھ میں چھوڑ دو' اگر تمھاری جد و جہد قوانین الٰہی کے اصولوں کے مطابق ہے تو تم ضرور سرفراز ہوگے۔

یقیں محکم عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

اسلامی تعلیمات پر جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمیں حیات انسانی نے مادی اور روحانی پہلوؤں میں ایک توازن ملتا ہے ہم کو اپنے روحانی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے اسلام رہبانیت اور دنیا سے کنارہ کشی کی تعلیم نہیں دیتا ہے بلکہ ان تقاضوں کو مادی تقاضوں کے ساتھ ساتھ پورا کرنے کی ہدایت کرتا ہے یہ زمینی زندگی قرآن کے مطابق ایک نعمت الٰہی ہے اس کی سختیوں اور درشتیوں سے تنگ آکر اس کو ترک کر دینا مقصد تخلیق آدم کے منافی ہے۔ ہاں یہ ضرور بتایا ہے کہ اپنی مادی خواہشات میں اس درجہ محو نہ ہو جاؤ کہ تمھاری روحانی زندگانی دب کر رہ جائے۔ قرآن نے ساری دنیا کو ایک تجربہ گاہ ایک اعمال کی کسوٹی قرار دیا ہے جہاں سے گذر کر آخرت کے دن اپنے اپنے اعمال کا حساب خدا کو دینا ہوگا۔ اسلامی نظریہ کے مطابق حیات بعد از ممات کا نام ہے۔ چیزیں فنا ہو جاتی ہیں مگر زندگی فنا نہیں ہوتی۔ موت صرف نام ہے جامہ ہستی کے بدل جانے کا موت جب ہستی کے اجزاء کو منتشر کر دیتا ہے تو حیات جو ایک ابدی طاقت ہے از سر نو ان کی شیرازہ بندی کر دیتا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہے۔ حیات کا چشمہ کبھی خشک نہیں ہوتا۔

زندگی پیمانہ امروز و فردا سے نہ ناپ
ہے جواں ہیہم دواں ہیہم رواں ہے زندگی

تخلیق حیات، موت اور پھر حیات ایک ہی زنجیر کی کڑیاں ہیں لہذا جو پیدا ہوا ہے وہ فنا ہوگا اور فنا ہو کر پھر اٹھایا جائے گا۔ وہ لوگ جو حیات بعد از ممات پر شک کرتے ہیں ان کے لئے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لوگو میں نے ایک تخم سے تمھاری تخلیق کی بنیاد ڈالی۔ پھر تمھارا ڈھانچہ گوشت و پوست سے بنایا اور اس میں روح پھونکی اور میں نے تم کو مقررہ میعاد تک کتم شکم میں رکھا، تم میرے حکم سے اس دنیا میں آئے جس کو یہ قدرت حاصل ہو تو کیا وہ تم کو مرنے کے بعد پھر نہیں بنا سکتا ہے۔

مدعا یہ ہے کہ خدا کی یہ ساری کائنات محض انسان کی عارضی تفریح کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ اس کے اعمال و افعال کی امتحان گاہ بھی ہے۔ جس کا حساب کتاب اس دنیا کے بعد دوسری دنیا میں اس کو خدا کے سامنے دینا پڑے گا گویا آخرت کا تصور دے کر خدا نے انسان کی سفلی طاقتوں کو ابھرنے سے روکا اور اس کی نیک صفات کو غالب کیا تاکہ دنیا میں اس کے بندے بن کر رہیں۔ دوسرے الفاظ میں آخرت کا تصور بھی نفس انسانی کی اصلاح کا ایک موثر طریقہ ہے جو ہم کو بڑی حد تک گمراہی اور ضلالت سے بچاتا ہے اور انسان رائج کے عیوض اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام کا متمنی بناتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri